پشاور میں ایک یادگار مناظرہ

# خورشید خاور ترجمہ شبہائے پشاور

مصنف

حجۃ الاسلام و سلطان الواعظین آقائے سید محمد شیرازی

مترجم

الحاج مولانا سید محمد باقر صاحب باقری رئیس جوارس ضلع بارہ بنکی

تجدید نظر

سید اعجاز محمد (فاضل)

SHAHEED ARIF HUSSAIN
AL-HUSSAINI LIBRARY
Sadat Colony Latifabad No. 9, Hyd.

ہدیہ: تین سو روپے

باسمہ سبحانہ،

# مَن لم یشکر النّاس لم یشکر اللہ

ہم ان سطور میں محسن ملت، مبلغ مذہب، مروج شیعیت ناشر حقائق دین اسلام، ناصر اہل بیت طاہرین علیہم السلام فخر المحققین، سید المدققین علامہ سید محمد باقر صاحب نقوی مد اللہ ظلہ العالی علی رؤوس الموالی بدوام الایام واللیالی کے اعماق قلب سے شکرگزار ہیں کہ آپ نے اپنے مطبع اصلاح کھجوا کی مطبوعات قیمہ و تصنیفات ثمینہ بلکہ بے بہا جواہر و لئالی میں سے حقیقت مذہب شیعہ میں نادر روزگار عظیم الشان تحقیقی شاہکار کتاب مستطاب خورشید خاور ترجمہ شبہائے پشاور کی جلد اول کی نشرواشاعت اور طباعت کے جملہ حقوق مکتبۃ الہدانی سرگودھا کو مرحمت فرماکر ہم پر احسان عظیم فرمایا جس کے لیئے ہم ہمیشہ آپ کے ممنون احسان رہیں گے۔ بے شک جو شخص کسی محسن کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ منعم حقیقی کے شکر کی سعادت سے بھی محروم رہتا ہے۔ اس کتاب میں ایران کے عالم متبحر آقائے سلطان الواعظین اور ہندوستان و کابل کے جلیل القدر علماء کی شہر پشاور میں مذہب شیعہ سے متعلق دلچسپ اور دوستانہ گفتگو، جس کا سلسلہ دس راتوں تک رہا اور جس میں مذہب شیعہ کے تمام اصول و فروع پر محققانہ بحثیں ہوئیں بالآخر سلطان الواعظین نے مذہب شیعہ کی حقیقت ایسے دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ سے ثابت کی کہ علماء اسلام بھی اعتراف پر مجبور ہو گئے۔

انہی مباحثوں کو سلطان الواعظین نے شبہائے پشاور کے نام سے مرتب فرمایا جس کا اردو میں ترجمہ فخر الحجاج والزائرین جناب مولانا الحاج سید محمد باقر صاحب رئیس جارس ضلع بارہ بنکی نے کیا اور ادارہ اصلاح کھجوا نے بڑے اہتمام سے شائع کیا۔

چونکہ پاکستان کے اکثر لوگ اس کتاب کی افادیت، انفرادیت، اہمیت و ندرت سے ناواقف تھے اس لیے ہم نے مکرم و محترم عالیجناب علامہ سید محمد باقر صاحب مد اللہ ظلہ و دفعتہ سے اس کی نشرواشاعت و طباعت کے لیئے اجازت حاصل کی۔

چنانچہ علامہ موصوف مدظلہ نے بڑی وسعت قلبی کیساتھ اجازت مرحمت فرمائی۔ جیسا کہ حقائق مذہبیہ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ان کا شعار اور معارف دینیہ کا زیادہ سے زیادہ پرچار ان کا وتار ہے۔

مہتمم مکتبۃ الہدانی سرگودھا۔

# مقام امامت نبوت عامہ سے بالاتر ہے

**خیر طلب:** ابھی جناب عالی نے دلیل پوچھی بھی نہیں اور یہ فرما دیا کہ دعوے بے دلیل ہے حالانکہ سب سے مضبوط دلیل کتاب محکم آسمانی قرآن مجید ہے جو خلیل خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سرگزشت بیان کر رہا ہے کہ (جان و مال و فرزند کے) تینوں امتحانوں کے بعد جیسا کہ تفاسیر میں تشریح کے ساتھ درج ہے خدائے تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ اُن حضرت کو مزید بلندی عنایت فرمائے۔ چونکہ نبوت و رسالت اولوالعزمی اور خلت کے عہدوں کے بعد جن پر آپ فائز تھے بظاہر کوئی ایسا منصب نہیں تھا جو اُن حضرت کو اور زیادہ رفعت عطا کرے سوا منزل امامت کے جو تمام روحانی مقامات سے بالاتر تھی لہٰذا سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۱۸ میں رسول اللہ کو خبر دیتا ہے واذا ابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظالمین (یعنی یاد کیجئے اُس وقت کو جب خدا نے ابراہیم کا چند امور میں امتحان لیا اور انہوں نے سب کو پورا کر دکھایا تو فرمایا میں نے تم کو انسانوں کا امام قرار دیا ابراہیم نے عرض کیا کہ یہ امامت میری اولاد کو بھی عطا ہوگی؟ تو فرمایا کہ میرا عہد یعنی امامت ظالم لوگوں کو نہیں پہنچے گی) اس آیۂ مبارکہ سے مقام امامت کے اثبات میں متعدد نتائج اور فوائد حاصل ہوتے ہیں جو عظیم المرتبت عہدۂ امامت کے دلائل میں سے ہیں کہ رتبے اور درجے کے لحاظ سے یہ منصب مقام نبوت سے بلند تر ہے کیونکہ نبوت و رسالت کے بعد حضرت ابراہیمؑ کو خلعت امامت سے سرفراز فرمایا، چنانچہ اسی دلیل سے مقام امامت مقام نبوت سے بالاتر ثابت ہوتا ہے۔

**حافظ:** پھر تو آپ کے قول کی بنا پر جب کہ علی کرم اللہ وجہہ کو امام جانتے ہیں اُن کی منزل پیغمبرؐ کی منزل سے بالاتر ہونا چاہیئے۔ اور یہ وہی غلات کا عقیدہ ہے جس کو آپ خود بیان کر چکے ہیں۔

**خیر طلب:** مطلب وہ نہیں ہے جو جناب نکال رہے ہیں کیونکہ آپ کو خود معلوم ہے کہ نبوت خاصہ اور نبوت عامہ کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ مقام امامت نبوت عامہ سے بالاتر اور نبوت خاصہ سے پست ہوتا ہے کیونکہ نبوت خاصہ ہی خاتمیت کی بزرگ و برتر منزل ہے۔

**نواب:** قبلہ صاحب معاف فرمائیے گا گر میں کبھی کبھی گفتگو میں دخل دے دیتا ہوں کیونکہ بعد کو میں بھول جاتا ہوں اس کے علاوہ ذرا جلد باز بھی ہوں اس لئے ذرا جسارت کر جاتا ہوں۔ یہ فرمائیے کہ انبیاء سب کے سب کیا خدا کے بھیجے ہوئے نہیں ہیں؟ اور یقیناً رتبے اور منزل میں بھی سب کے سب یکساں ہیں جیسا کہ قرآن مجید

کا حامل بنایا گیا ہے (جو حقیقت انسانیت ہے) اگر علم وعمل سے اس کا تزکیہ ہوجائے تو عالم علوی کے موجودات کی شبیہ بن جاتا ہے جو اس کی خلقت کا اصلی مبدا ہے اور جب مقام اعتدال پہ پہنچ جاتا اور مواد طبیعی سے پاک ہوجاتا ہے تو عوالم علویہ والوں کا شریک ہوتا ہے اور اس وقت حیوانیت سے بلند ہوکر حقیقی انسانیت کی منزل پہ فائز ہوتا ہے۔ ع "صورتے در زیر دارد آنچہ در بالاستے"۔ آدمی اس ہیئت جسمانی کے علاوہ نفس ناطقہ رکھتا ہے اور وہی نفس موجودات پہ برتری کا باعث ہوتا ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ یہ کہ اپنے نفس کو علم وعمل کی دونوں قوتوں کے ساتھ پاک وپاکیزہ بنائے کیونکہ انسان میں یہ دو موثر عامل پرندوں میں دو بازوؤں کے مانند ہیں جن کے ذریعہ وہ پرواز کرتے ہیں چنانچہ ان کے پروں میں جتنی زیادہ طاقت ہوتی ہے اسکا قدر ان کی بالا روی اور بلند پروازی بڑھ جاتی ہے۔

آدمی بھی اپنے علم وعمل میں جتنا قوی تر ہوتا ہے اسی قدر کمال نفسانی پہ فائز ہوتا ہے۔ کیا خوب لکھتے ہیں استاد شیریں سخن شیخ سعدی شیرازی ؎

طیران مرغ دیدی تو زپائے بند شہوت      بدرآئے تا بہ بینی طیران آدمیت

غرضیکہ عالم حیوانیت سے نکل کے انسانیت کی بلند منزل پہ پہنچنا پورے طور پہ کمال نفس سے وابستہ ہے اور جس شخص نے تکمیل نفس کی منزل میں علمی وعملی قویٰ کو اپنے اندر جمع کر لیا اور ان کے خواص ثلاثہ تک پہنچ گیا تو وہ مقام نبوت کے ادنیٰ مرتبہ کو پا گیا اور جس وقت ایسا آدمی ذات حق تعالےٰ کی خاص توجہ کا مورد بن جاتا ہے تو خلعت نبوت سے سرفراز کر دیا جاتا ہے۔

البتہ نبوت بھی (جیسا کہ ابواب نبوت میں مکمل اور مفصل ذکر ہو چکا) مختلف مدارج رکھتی ہے۔ یہانتک کہ نبی اس مرتبے پہ پہنچ جائے جو مذکورہ خصائص قوائے ثلاثہ کا سب سے بلند درجہ ہے کہ جس سے قوی تر عالم امکان میں تصور ہی نہ کیا جا سکے اور یہ مرتبہ امکانی مراتب میں سب سے اونچا ہوتا ہے جس کو حکماء عقل اوّل کہتے ہیں اور جو معلول اوّل وصادر اول ہے وجود امکانی کے مراتب میں اس سے بالاتر کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ اور یہی وجود ہے اس خاتم الانبیاءؐ کا جن کا مقام اور منزلت مقام واجب سے پست اور تمام مراتب امکانیہ سے مافوق ہے۔ جب آں حضرتؐ اس منزل پہ فائز ہوگئے تو آپ کی ذات مبارک پہ نبوت ختم ہوگئی۔

اور امامت مقام خاتمیت سے ایک درجہ پست اور تمام مراتب نبوت سے بلند ایک منزل ہے اور امیرالمومنین علی علیہ السلام چونکہ اوج نبوت کے حامل تھے اور خاتم الانبیاءؐ کے ساتھ اتحاد نفسانی بھی رکھتے تھے لہٰذا خلعت امامت سے آراستہ اور انبیائے سلف پر افضل ہوئے۔ راستے میں مؤذن کی آواز آئی اور مولوی صاحبان نماز پڑھنے چلے گئے۔ واپسی میں چائے وغیرہ کے بعد حافظ صاحب نے